خودشناسی ذریعہ ہے خداشناسی کا

رئیس العلماء آیۃ اللہ سید کاظم نقوی، سابق ڈین آف تھیالوجی ڈپارٹمنٹ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اعصاب کی قسمیں

۱۔اعصاب کی ایک قسم کا تعلق ارادے سے ہے۔ وہ تمام ایسے کاموں کا سرچشمہ ہے جو ارادے اور اختیار کے ماتحت انجام پاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ انسان اور دوسرے جانوروں کی ارادی حرکتوں کا فرمان اعصاب کی ایک قسم کے قبضے میں ہے مثلاً راستہ چلنا، نگاہ کرنا، بولنا۔

۲۔اعصاب کی دوسری قسم وہ ہے جس سے ہمارے بدن کی تمام غیر اختیاری حرکتوں کا تعلق ہے۔ مثلاً غذا ہضم کرنے کے موقع پر آنتیں حرکت کرتی ہیں۔ دل ہمیشہ دھڑکتا رہتا اور پھیپھڑے خون صاف کرتے رہتے ہیں۔ ان اعضاء وجوارح کی حرکت کا فرمان بھی اعصاب ہی کے ہاتھ میں ہے، لیکن ان میں آدمی کے ارادے اور اختیار کا قدم درمیان میں نہیں ہے۔ اس طرح کی حرکتوں کے غیر ارادی ہونے کا راز یہ ہے کہ وہ انسان کی زندگی باقی رہنے کے لئے ضروری ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں بے چون و چرا اور بغیر ارادے کے دخل کے برابر ہوتے رہنا چاہئے۔

ان غیرارادی اعصاب کی پھر دوقسمیں ہوجاتی ہیں:

۱۔وہ اعصاب کہ جن کا کام یہ ہے کہ وہ ہمارے جسم کے غیر ارادی اعضاء وجوارح کی کارگزاری کو تیز کر دیتے ہیں۔ ان کے اشارے سے معدہ تیزی سے کام کرنے لگتا اور دل تیزی سے دھڑکنے لگتا ہے۔

۲۔وہ اعصاب جن کی وجہ سے ان ہی اعضاء کی کارگزاری کی رفتار سست ہوجاتی ہے۔ یہ ہمارے جسم کے برک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جسم انسانی میں اعصاب کے ان دو سلسلوں کا وجود نہایت ضروری ہے، کیونکہ ہمارے جسم کے مختلف اعضاء وجوارح کی حرکت ہمیشہ یکساں نہیں ہوسکتی، اسے ہمارے بدن کی ضرورت کا تابع اور پابند ہونا چاہیے۔ کبھی ہمارا جسم محتاج ہے کہ معدہ تیزی سے کام کرے، پھیپھڑے جلدی جلدی خون صاف کریں، لیکن اس کے برعکس کبھی جسم کو ان کے زیادہ کام کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ اعصاب کے ان دو سلسلوں کی بدولت ہمارے جسم کے اندرونی اعضاء وجوارح کی غیر ارادی حرکتوں میں توازن برقرار رہتا ہے۔ یہ نہ ہو تو توازن بگڑ جائے گا، ہمارے بدن کے ضروریات کا لحاظ نہیں ہوگا جس کا لازمی نتیجہ ہے صحت اور تندرستی کا خطرہ میں پڑ جانا۔

دماغ کے انتہائی اہم حصے

بھیجہ ہمارے جسم میں ذہانت، شعور، ارادے اور حافظے کا مرکز ہے۔ ہمارے بہت سے نفسیاتی ردعمل بھی اسی سے مربوط ہیں، مثلاً غصہ، ڈر وغیرہ کسی بات کے سمجھنے اور گزرے ہوئے زمانے میں پیش آنے والے واقعات کو یاد کرنے کے لئے بھی اسی بھیجہ کا دامن پکڑنا چاہیے۔

ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اگر کسی جانور کے سر کا آپریشن کرکے، اس کا بھیجہ نکال لیا جائے، تو مرے گا نہیں، دوسرے اعصابی سلسلے صحیح وسالم ہونے کی صورت میں وہ ایک مدت تک زندہ رہے گا، لیکن کچھ سوچنے اور سمجھنے کی قوت باقی نہیں رہے گی۔

یہ ہوائی بات نہیں ہے باقاعدہ کبوتر اور کتے پر تجربہ کیا گیا ہے۔ ایک کبوتر کے سر کا آپریشن کر کے اس کا بھیجہ نکال لیا گیا۔ وہ اس کی وجہ سے مرا نہیں، ایک مدت تک زندہ رہا، لیکن اگر اس کے سامنے دانہ ڈالتے تھے تو اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا چیز ڈالی گئی ہے۔ وہ بھوک سے مرنے کے قریب ہو گیا، مگر اس نے کچھ کھایا نہیں۔ جب اسے اڑایا گیا تو وہ برابر اڑتا رہا، یہاں تک کہ کسی چیز سے ٹکرا کر زمین پر گر پڑا۔

اسی طرح کی آزمائش کتے کے سلسلے میں بھی کی گئی ہے۔ وہ اٹھارہ مہینے زندہ رہا۔ اسے مختلف طریقوں سے غذا دیتے تھے، لیکن اس کا حافظہ بالکل چوپٹ ہو گیا۔ جن لوگوں کو پہلے مکمل طور پہچانتا تھا، انہیں پہچاننا اب اس کے لئے ممکن نہ تھا۔ وہ نہ کچھ سمجھتا، نہ کسی چیز سے ڈرتا اور نہ کسی پر غصہ کرتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ کسی آپریشن کے سلسلے میں کسی شخص کے بھیجہ کا ایک حصہ اٹھا لیا گیا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی عمر کے چند برس میں جو واقعات پیش آئے تھے وہ ان سب کو بھول گیا اور اپنے تمام جاننے والوں سے اس طرح ملتا کہ جیسے انہیں کبھی پہچانتا ہی نہ تھا۔

مکمل اور کیسا مکمل رکارڈ

کبھی ہم نے اپنے اس حافظے کے متعلق بھی غور کیا ہے؟ جسم کے ایک چھوٹے سے حصے میں نہ جانے کن کن چیزوں کا رکارڈ موجود ہے۔ جو شخص ہم سے جس طرح کا سروکار رکھتا اس کا مخصوص اور جداگانہ فائل ہمارے دماغ میں موجود ہے۔ اس کے اندر اس کے ان تمام خصوصیات کا اندراج ہے جو ہم سمجھ سکتے ہیں۔ اس کا ناک نقشہ ہے۔ اس کی پوشاک ہے اس کے اخلاق اور امتیازی اوصاف ہیں۔

جس ماحول میں ہم زندگی بسر کرتے ہیں ان کے تمام مناظر، خوشگوار اور ناخوشگوار تمام واقعات، مختلف قسم کے کھانے طرح طرح کے ساز و سامان، غرض ہر ہر چیز کی تصویر اور تفصیل کے ساتھ اس کا مکمل رکارڈ اس بھیجہ کے اندر محفوظ ہے۔ جونہی ہم چاہتے ہیں کہ کسی مسئلے کے متعلق مواد اکٹھا کریں تو فوراً بلا فاصلہ وہ تمام چیزیں ہمارے سامنے ہاتھ جوڑ کر حاضر ہو جاتی ہیں جن کا اس سے تعلق ہے اور جو اس مسئلے کے مخصوص فائل میں درج ہیں، یہاں تک کہ ان اشخاص اور ان موضوعات کے فائل بھی دفعتاً ہمارے ذہن کے سامنے کھل جاتے ہیں جن کا اس مسئلے یا اس شخص سے کوئی ربط ہے تا کہ ہم پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکیں۔

فرض کیجئے کہ ایک سال پہلے آپ کا کوئی دوست باہر چلا گیا۔ آپ اس سے بڑی محبت کرتے اور غیر معمولی خلوص رکھتے تھے۔ آپ دونوں کے درمیان نہایت مخلصانہ تعلقات تھے۔ ایک روز سڑک سے گزرتے ہوئے آپ کی نظر اپنے دست کے اوپر پڑتی ہے فوراً وہ اس کا فوٹو کھینچ کر دماغ کے حوالے کر دیتی ہے۔ دماغ کا دفتر ہزاروں فائلوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ان میں سے اس فوٹو سے متعلق فائل کو طلب کرتا ہے۔ اس پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد اس فوٹو کو اس کے مطابق پا کر بلا فاصلہ اعضاء و جوارح سے کہتا ہے کہ وہ خوش آمدید کہیں، اس شخص کا پرتپاک استقبال اور اس کے ساتھ محبت آمیز برتاؤ کریں۔

واقعاً اگر ہمارے دفتروں میں رکارڈ کی حفاظت کا کوئی اتنا بڑا مرکز ہو اور ہمارے پاس کسی شخص کا صرف فوٹو ہو، ہم چاہیں کہ اس کی مدد سے پتہ چلائیں کہ اس شخص کے سابقہ خصوصیات کیا ہیں؟ تا کہ ہم ان کی روشنی میں اس کے متعلق کچھ طے کر سکیں تو شاید یہ کام ہفتوں بلکہ مہینوں میں انجام پائے گا، لیکن ہمارے حافظہ کی یہ عجیب و غریب مشینری ان تمام کاموں کو ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں انجام دے دیتی ہے۔ ہم اپنے دوست کی صورت دیکھتے ہی خوش ہو جاتے ہیں، اس کا پرتپاک استقبال کرتے ہوئے چند محبت آمیز جملے جن سے اشتیاق ملاقات ٹپک رہا ہے ہماری زبان سے نکل جاتے ہیں، اسے دیکھنے اور ہمارے اظہار و اخلاص و محبت کے ان مظاہرات کے درمیان کوئی فاصلہ

محسوس نہیں ہوتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اکیلا ہمارا حافظہ خدا کا وجود ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

لگاتار کام کرنے والا

کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ جب آدمی سوجاتا ہے تو تمام اعصابی کارگزاریاں ختم ہوجاتی ہیں، پھر ہمارے بھیجہ کو کوئی کام نہیں کرنا پڑتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے اگر واقعاً ایسا ہوجائے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا، ہمارے اعصاب اور دماغ کے تمام کام چھوڑ دینے کے معنی ہیں موت، کیونکہ اس کے بعد ہمارے جسم کے تمام اعضاء وجوارح، دل اور پھیپھڑے وغیرہ کام کرنا چھوڑ دیں گے۔

جب آدمی سوجاتا ہے تو ان اعضاء وجوارح میں سے بعض کو چھٹی مل جاتی ہے، لیکن ان کے علاوہ بعض دوسرے اعضاء دن رات بغیر معمولی اور تھوڑے سے وقفہ کے کام کرتے رہتے ہیں۔ انہیں ہمارے سوجانے سے بس اتنا فائدہ پہنچتا ہے کہ چونکہ سونے کی حالت میں ہمارے جسم کی ضرورتیں کم ہوجاتی ہیں، لہٰذا ان اعضاء کا کام ہلکا ہوجاتا ہے اور انہیں سانس لینے اور کچھ اپنی تھکن دور کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

غلط فہمی نہ ہو!

گزشتہ بیانات سے کہیں یہ نتیجہ نہ نکال لیا جائے کہ انسان کے پاس کچھ سوچنے، سمجھنے اور یاد رکھنے کے سلسلے میں سوائے ان اعصاب اور اس بھیجہ کے کوئی طاقت نہیں ہے۔ روح سرے سے یا ایک موہوم چیز ہے اور یا وہ یہی مٹیالے رنگ کا مادہ ہے کہ جس کا نام ہماری زبان میں بھیجہ ہے۔ ہم جس کو ادراک، علم اور معرفت کہتے ہیں وہ درحقیقت اسی بھیجہ کے اوصاف اور خواص ہیں۔

سابقہ بیانات سے اس طرح کا نتیجہ نکالنا صرف یہی نہیں کہ حقیقت سے دور اور سو فیصدی غلط ہے، بلکہ خود اپنی جگہ بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ علم تشریح، علم النفس، علم وظائف الاعضاء سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر اعصاب اور بھیجے کے ادراک علم اور فہم کا امکان نہیں ہے اگر اعصاب کام نہ کریں تو ہم نہ کچھ جان سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ یہ علوم اس کے مدعی نہیں ہیں کہ سوچنا اور سمجھنا ان اعصاب کا کام ہے۔

یہ بات ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ بغیر ریڈیو یا وائرلس کے ان چیزوں کی خبر نہیں ہوسکتی جو مخصوص فضائی لہروں کے ذریعہ نشر کی جاتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس ریڈیو نہ ہو تو وہ ان چیزوں سے مطلع نہیں ہوسکتا۔

ریڈیو اور وائرلس وسیلۂ ادراک ہے۔ وہ خود مدرک نہیں ہے۔ ہم ان کے ذریعہ مختلف چیزوں کا ادراک کرتے ہیں۔ ورنہ ریڈیو اور وائرلس کے پاس فہم، شعور و ادراک نہیں ہے۔

یہ ہمارا بھیجہ ریڈیو اور وائرلس کے مانند ہے۔ یہ طرح طرح کی حقیقتوں کو روح کی طرف منتقل کردیتا اور روح اس کے وسیلہ سے ہمارے جسم اور اس کی کارگزاریوں سے رابطہ پیدا کرلیتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ بھیجہ اور اعصاب کا پورا سلسلہ وسیلۂ ادراک ہے۔ مدرک وہ نہیں روح ہے۔

اس جگہ دو نکتوں کی طرف متوجہ رہنا ضروری ہے:

۱۔ علوم طبیعیہ اور نیچرل سائنس میں بھیجہ، اعصاب اور ان کے خصوصیات کے متعلق بہت سی بحثیں نظر آتی ہیں۔ ان کا مقصد صرف اتنا ہے کہ علم و ادراک کا ارتباط بھیجہ اور اعصاب کے ساتھ ہے، لیکن ان علوم سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ تعلق کس طرح کا ہے، وہ یہ نہیں بتاتے کہ حقیقی اور واقعی مدرک کون سی طاقت ہے؟

۲۔ روح کا وجود اور اس کا غیر مادی ہونا دو الگ الگ مستقل مسئلے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ہم ان دلائل سے قطع نظر کرلیں جن سے روح کا غیر مادی ہونا ثابت کیا گیا ہے، تب بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ روح اسی بھیجہ اور اس کی مختلف کارگزاریوں کا نام ہے۔ اپنی جگہ اطمینان بخش ادلہ موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس بھیجہ اور سلسلۂ اعصاب کے علاوہ ایک طاقت ہے۔ دوسری مختصر لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اگر ہم روح کے غیر مادی چیز ہونے کو ان گہرے فلسفیانہ معنی سے بالفرض تسلیم نہ کریں، تب بھی اس کے موجود ہونے کا انکار نہیں کرسکتے۔

(جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)